Tauseeq, Volume. 3, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v3i1.26

Received: 27-02-2022
Accepted: 22-04-2022
Published: 30-06-2022

اردو میں ادبی جریدہ نگاری کی روایت

(The tradition of literary journalism in Urdu)

عقیل احمد شاہ*
ڈاکٹر فرحانہ قاضی**
نورین شفیع***

Abstract:

The status of literary journalism in the world of literature has great importance and one cannot deny its significance and necessity in the present age. In Urdu literature in general and in other genres of literature such as criticism and research, there has been a disciplined and extensively overpowering tradition of journalism. Journalism in India began with English journals in the late eighteenth century. The first Urdu journal was published in 1837 under the name of "Khair Khawa Hind". Then began a never-ending series of Urdu magazines and journals. Apart from the magazines and journals of Sir Syed Movement and Anjuman Punjab, Sheikh Abdul Qadir's magazine "Makhzan" played an important role in strengthening the tradition of Urdu journalism.The following article contains a brief overview of the tradition of journalism in Urdu literature.

* ایم۔فل اسکالر، شعبہ اردو، جامعہ پشاور
** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جامعہ پشاور
*** اردو لیکچرار، سٹی ڈسٹرکٹ ڈگری کالج برائے خواتین پشاور

Key Words: journalism – tradition – Khair Khawa Hind - Sir Syed Movement - Makhzan

ہندوستان میں جریدہ نگاری کی ابتداء انگریزی رسائل سے ہوئی۔(۱)ہندوستان کا پہلا رسالہ "ایشیاٹک مسے لینی اینڈ بنگال رجسٹر" کے نام سے ۱۷۸۵ء میں جاری کیا گیا"۔(۲) یہ رسالہ بنیادی طور پر ایک سہ ماہی رسالہ تھا جس کے ایڈیٹر دو انگریز تھے جن میں ایک کا نام مسٹر گارڈن اور دوسرا نام مسٹر جے کا تھا۔

ہندوستان کا پہلا ماہنامہ "اٹھارہویں صدی کے اواخر میں "کلکتہ میگزین اینڈ اورینٹل میوزیم" کے نام سے مسٹر جے وائیٹ نے جاری کیا"۔(۳)مؤخر الذکر تمام رسائل کی خاصیت یہ ہے کہ یہ علمی نوعیت کے رسائل تھے اور ان میں علمی مضامین ہی شائع کیے جاتے تھے مگر یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ ان تمام رسائل کا وسیلہ اظہار زبانِ انگریزی تھی۔ ان رسائل کے علاوہ تبلیغی ضروریات کے لیے بھی جرائد نکالے گئے جن میں "ڈگ درشن"، "سماچار درپن" اور فرینڈ آف انڈیا" اہم ترین رسائل ہیں۔ ان رسائل کے ذریعے سے مذہب کی تبلیغ یعنی عیسائیت کا پرچار کیا گیا۔یوں تو ان رسائل میں دیکھنے کو ادبی اصناف بھی ملتی ہیں مگر دراصل ان اصناف کی پیشکش کا مقصد بھی درپردہ عیسائی مذہب کی ترویج وترقی ہی تھا۔ مثلاً "ڈگ درشن" میں شائع ہونے والا سفر نامہ "ڈبلن سے ہولی ہوڈ مسٹر مڈلر کا ہوائی سفر" کہنے کو تو سفر نامہ اور اصناف ادب سے متعلق ہے مگر اس سفر نامے کے ذریعے لاشعوری طور پر یہاں کے مقامی افراد میں اپنی معاشی، سماجی اور مذہبی برتری ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں اگر مقامی رسائل کی بات کی جائے تو ہندوستان میں ہندو مذہب کے ایک اہم مجتہد "راجہ موہن رائے" نے ایک رسالہ "تحفتہ الموحدین" فارسی زبان میں پیش کیا اس رسالے کا دیباچہ عربی زبان میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس رسالے کے ساتھ ساتھ راجہ موہن رائے نے ایک اور رسالہ "مراۃ الاخبار" کے ذریعے مقامی افراد کی فکری اور شعوری سطح کو بلند کرنے کی ایک بھرپور کوشش کی۔ یہ تو وہ جرائد ورسائل تھے جنھوں نے ہندوستان میں جریدہ نگاری کے آغاز وارتقا میں اہم کردار ادا کیا تاہم مذکورہ رسائل میں کسی ایک کا تعلق بھی اردو زبان سے نہ تھا۔ اردو زبان میں اگر رسائل وجرائد کے آغاز وارتقا کی بات کی جائے تو یہاں بھی اولیت کا سہرا ایک انگریز" پادری ایف.جی برایت" کے سر ہے۔ بقول ڈاکٹر انور سدید:

> "اردو کا پہلا ماہنامہ خیر خواہ ہند ہے جو عیسائی مذہب کی تبلیغی ضرورتوں کے لئے مرزاپور سے پادری ایف.جی برایت نے جاری کیا"۔(۴)

اس رسالے کے مدیر "آرسی ماتھر" تھے۔ یہ رسالہ ۱۸۳۷ء میں منصہ شہود پر آیا اور ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی تک مستقل بنیادوں پر اس کی اشاعت کا عمل جاری رہا مگر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی نے اس رسالے کی مستقل مزاجی پر اپنے اثرات چھوڑے اور کچھ

وقت کے لیے یہ رسالہ تعطل کا شکار رہا۔ تاہم جب استعماری عناصر پورے ہندوستان پر قابض ہوگئے تو اس رسالہ کا رُکا ہوا پہیہ پھر سے پورے زور وشور سے چل پڑا اس میں شائع کردہ کئی مضامین علیحدہ کتابچوں کی صورت میں بھی شائع کیے گئے۔ یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان میں اس نام یعنی "خیر خواہِ ہند" نامی تین رسائل کا سراغ ملتا ہے جن میں سے ایک تو مذکورہ خیر خواہ ہند ہے اس کے علاوہ قاضی عبد الغفار کے مطابق "خیر خواہ ہند کے نام سے ایک رسالہ بنارس سے بھی چھپتا تھا"۔(۵) اسی نام کا ایک رسالہ ماسٹر رام چندر سے بھی منسوب ہے۔یعنی اس نام کے کل تین رسائل تھے۔

۱۔ آر سی ماتھر کا خیر خواہ ہند

۲۔ بنارس سے چھپنے والا خیر خواہ ہند

۳۔ ماسٹر رام چندر کا خیر خواہ ہند

آر سی ماتھر کے رسالہ کا احوال تصریحاً بیان کیا جا چکا ہے۔ بنارس سے چھپنے والے خیر خواہ ہند کے بارے میں معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں تاہم ماسٹر رام چندر کے رسالے خیر خواہِ ہند کا پس منظر کچھ یوں ہے۔

ماسٹر رام چندر نے ۱۸۴۵ء میں ایک اخبار "فوائد الناظرین" شائع کیا لیکن اس اخبار سے مطلوبہ نتائج حاصل نہ ہوسکے بقول مولوی عبد الحق:

> "ماسٹر رام چندر نے ایک ماہانہ رسالہ "فوائد الناظرین" نکالا جو بعد میں مہینے میں دو بار نکلنے لگا۔ اس میں اکثر علمی بحثیں ہوتی تھیں۔ ان نئے خیالات کو پڑھ کر لوگ ان کو بدمذہب اور ملحد کہتے تھے"۔(۶)

یوں جب اس اخبار کے اجرا سے مطلوبہ مقاصد حاصل ہوتے نظر نہ آئے اور الٹا لوگ ان کی مخالفت پر اتر آئے تو رام چندر نے ایک ماہوار رسالہ "خیر خواہ ہند" کے نام سے ۱۸۴۷ء میں جاری کیا۔ ابتدا میں اس کا نام خیر خواہ ہند تھا لیکن جب منتظمین کو اس بات کا علم ہوا کہ اسی نام کا ایک اور رسالہ مرزاپور سے (آر سی ماتھر کی زیر ادارت) بھی چھپتا ہے تو انہوں نے اس کا نام بدل کر "محب ہند" کر دیا۔ بقول ڈاکٹر انور سدید:

> "ماہنامہ "خیر خواہ ہند" ستمبر ۱۸۴۷ء میں جاری ہوا نومبر ۱۸۴۸ء سے اس کا نام تبدیل کر کے "محب ہند" کر دیا گیا۔ وجہ یہ تھی کہ خیر خواہ ہند کے نام سے ایک اور رسالہ مرزاپور سے بھی نکل رہا تھا۔"۔(۷)

فوائد الناظرین (۱۸۴۵ء) اور خیر خواہ ہند / محب ہند (۱۸۴۷ء / ۱۸۴۸ء) کچھ عرصے تک انگریزوں کی دلچسپی اور مالی معاونت کے بل پر شائع ہوتے رہے مگر بدلتے حالات کے ساتھ انہیں بند کرنا پڑا۔بقول مولوی عبد الحق:

> "انگریز افسروں نے امداد کی مثلاً سر جان لارنس جو اس وقت دہلی میں مجسٹریٹ تھے، ڈاکٹر راس (سول سرجن) مسٹر گبن (جج دہلی) ان رسالوں کے متعدد نسخے خریدتے تھے جس سے طبع کا خرچ نکل آتا تھا۔ لیکن حالات کچھ ایسے بدل گئے کہ یہ رسالے بند کرنے پڑے۔ اور پانچ سال چلانے کے بعد ۱۸۵۲ء میں ا ن دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔(۸)

ادبی حوالے سے اگر دیکھا جائے تو "محب ہند" کو یہ اختصاص حاصل ہے کہ اردو کے پہلے سفر نامہ نگار یوسف خان کمبل پوش کا سفر نامہ، بہادر شاہ ظفر کا غزلیہ کلام اور متعدد علمی و ادبی نوعیت کے مضامین کو عام عوام تک پہنچانے کا سہرا اس رسالے کے سر ہے۔نہ صرف یہ بلکہ اس رسالے کے اجرا نے ہندوستان میں ادبی جریدہ نگاری کے لیے راہیں ہموار کیں اور بعد ازیں متعدد جرائد یکے بعد دیگرے سامنے آئے جن میں منشی دیوان چند کا "ہمائے بے بہا" (۱۸۵۳ء)، محمد حسن احسن کل نوری کا "معلم ہند" (۱۸۵۴ء)، منشی ہر سکھ رائے کا "خورشید پنجاب" (۱۸۵۶ء)، نور علیٰ نور (۱۸۵۶ء) اور منشی شیو نرائن کا "مفید خلائق" اہمیت کے حامل جرائد ہیں۔

انیسویں صدی کی پانچویں دہائی میں خصوصی طور سے شعر و شاعری کی ترویج و اشاعت کے لیے مخصوص نوعیت کے رسائل نکالے گئے جنہیں "گلدستہ" کہا جاتا تھا اس قسم کا پہلا گل دستہ "مولوی کریم الدین" پانی پتی نے ۱۸۵۴ء میں "گلِ رعنا" کے نام سے نکالا۔ اس میں مختلف شعرا کا کلام چھپتا تھا۔یہ رسالہ ۱۸۵۹ء کے بعد تک چھپتا رہا۔۱۸۴۹ء میں بنارس سے ایک اور گلدستہ "گلزار ہمیشہ بہار" سامنے آیا۔ اس کے علاوہ منشی شیو نرائن کا "معیار الشعرا" اہمیت کا حامل گلدستہ ہے۔اس دور میں گلدستوں کو اتنی پذیرائی حاصل نہیں ہوئی تاہم ۱۸۵۷ء کے بعد خصوصاً انیسویں صدی کی آخری دہائیاں گلدستوں کے ضمن میں خاصی اہمیت کی حامل ہیں جن کا تفصیلی ذکر آگے کیا جائے گا۔

۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی نے جہاں برصغیر پاک و ہند کی سیاسی، سماجی اور معاشرتی زندگی پر ان مٹ نقوش چھوڑے، وہیں ادب بھی اس غیر معمولی سانحے سے اپنا دامن کسی صورت نہ بچا سکا اور برصغیر کی ادبی زندگی خصوصاً اردو ادب میں ایک نیا موڑ آیا۔ سر سید احمد خان اور ان کے رفقا نے اس رنج و الم کے زمانے میں مسلمانوں کو اندھیروں سے نکالنے کے لیے ایک تحریک کا آغاز کیا جسے علی گڑھ تحریک / سرسید تحریک کے نام سے جانا جاتا ہے۔اس تحریک کے آغاز کے ساتھ ہی سر سید نے دو مغربی رسائل " ٹیٹلر" اور "اسپیکٹیٹر" کی طرز پر ماہنامہ "تہذیب الاخلاق" جاری کیا۔ اس کا پہلا پرچہ ۲۴ دسمبر ۱۸۷۰ء کو زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آیا۔ اس

رسالے کے پہلے پرچے میں اس تہذیب کے مقاصد اور اصولوں پر تفصیلی بحث شامل کی گئی تا کہ کسی قسم کا کوئی ابہام نہ رہے۔ رسالہ تہذیب الاخلاق کی تمام تر ادبی زندگی تین ادوار پر مشتمل ہے۔ پہلا دور ۱۸۷۰ء یعنی اس کے اجرا سے ۱۸۷۶ء تک محیط ہے دوسرا دور ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۲ء پر مشتمل ہے جبکہ تیسرا اور آخری دور ۱۸۹۵ء تا ۱۸۹۸ء تک پھیلا ہوا ہے۔ سرسید نے اس پورے دورانیے میں تہذیب الاخلاق کے توسط سے سب سے زیادہ تحریریں پیش کیں "تہذیب الاخلاق کے پہلے دور میں ان کے ۱۱۲ دوسرے دور میں ۲۳ اور تیسرے دور میں ۴ مضامین چھپے "(۹) جنہیں سراہا بھی گیا اور بعض حلقوں سے طنز کے تیر بھی موصول ہوئے مگر سرسید نے اپنا کام جاری رکھا۔ دیگر اہل قلم میں محسن الملک، مولوی پیر بخش، مولوی فارقلیط اللہ، مولانا حالی، مولوی نذیر احمد، مولانا شبلی، وقار الملک، مولوی چراغ علی، وحید الدین سلیم، منشی مشتاق حسین، مرزا عابد علی عابد اور مہدی حسن کے نام ممتاز ہیں۔

اردو جریدہ نگاری کا اگلا اہم پڑاؤ انجمن پنجاب ہے جس کا قیام معروف انگریز ڈاکٹر لائٹیز کے زیر سایہ عمل میں آیا۔ انجمن پنجاب کا پورا نام "انجمن اشاعتِ مطالبِ مفیدہ پنجاب" تھا جو بعد میں مختصر ہو کر انجمن پنجاب رہ گیا۔ ۱۸۶۵ء میں اس انجمن کے زیر انتظام ایک رسالہ "رسالہ انجمن" شائع کیا گیا جس کے مدیر معروف انشا پرداز مولانا محمد حسین آزاد تھے۔ یہ رسالہ صرف اردو زبان تک محدود نہ تھا بلکہ اس میں انگریزی، ہندی اور گورمکھی کے مضامین بھی شائع ہوتے تھے۔ بقول عارف ثاقب:

> "رسالے میں کچھ مضامین انگریزی، ہندی اور گورمکھی میں درج ہوتے تھے"۔(۱۰)

اس رسالے کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں انجمن پنجاب کے تحت ہونے والے مشاعروں کی مکمل روداد مع کلام کے چھپتی تھی۔ یہ رسالہ پانچ سال کے قلیل عرصے تک شائع ہونے کے بعد ۱۸۷۰ء میں ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔

انیسویں صدی کی آخری دہائیوں میں جو ادبی رسائل منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے ان میں عبدالحلیم شرر کا رسالہ "محشر" (۱۸۸۱ء)، "دل گداز" جنوری (۱۸۸۷ء) اور ہفت روزہ "مہذب" اہمیت کے حامل ہیں۔ ان رسائل کی سب سے بڑی خصوصیت ان میں ناولوں کا سلسلہ وار چھپنا ہے۔ ان کے علاوہ میر ناصر علی کا "تیرھویں صدی" (اکتوبر ۱۸۷۹ء)، اہم جریدہ ہے۔ یہ دو حصوں میں منقسم جریدہ تھا اس کے حصہ نثر کے مدیر میر ناصر علی اور حصہ شاعری کے مدیر حافظ رحیم تھے۔ میرٹھ سے سید احمد حسن کا "نسخہ ہند" (جنوری ۱۸۸۳ء)، بھی اہمیت کا حامل ہے۔ علی گڑھ سے "علی گڑھ میگزین" (جنوری ۱۸۹۳ء) کا اجرا کیا گیا۔ یہ ذولسانی رسالہ تھا جو اردو اور انگریزی میں چھپتا تھا۔ اس کے حصہ اردو کے مدیر مولانا شبلی تھے۔ اس کے علاوہ حسن بن عبداللہ عماد نواز جنگ کا رسالہ "حسن" (اگست ۱۹۸۰ء) اور محب حسین کا رسالہ "افسر" (۱۸۹۷ء) کا شمار بھی اس دور کے نمائندہ رسائل میں ہوتا ہے۔

انیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں کو اگر گلدستوں کی دہائیاں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔اس دوران اتنے گلدستے سامنے آئے جتنے پہلے کبھی نہ آئے تھے۔جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

نام	مدیر	مقام
پیام یار	محمد نثار حسین	لکھنو
ریاض سخن	احسن مارہروی	مارہرو
پروانہ	احمد حسین شوکت	میرٹھ
محبوبِ کلام	راجہ کشن پرشاد	حیدر آباد
گلشن داغ	عبدالرحیم صبا	ارتلام
دامنِ گل چیں	اختر مینائی	ندارد
گل کدہ ریاض	ریاض خیر آبادی	خیر آباد
معیار	صفی لکھنوی	لکھنو
ارمغان	محمد احسان علی	شاہجہان پور

بیسوی صدی اردو ادب کے لیے تقریباً ہر حوالے سے خوش کن ثابت ہوئی۔ایک طرف شاعری میں اقبال اور فیض جیسے عظیم ستارے شاعری کے آسمان پر طلوع ہوئے، تو دوسری جانب افسانے کے میدان میں پریم چند، منٹو، بیدی اور کرشن جیسے قد آور ادیب سامنے آئے۔بالکل اسی طرح جرائد کے میدان میں بھی بیسویں صدی نیک شگون ثابت ہوئی اور اس صدی کے آنکھ کھولتے ہی پہلے ہی سال اردو ادب کا اہم ترین جریدہ " مخزن " شیخ عبد القادر کی ادارت میں سامنے آیا اور صاحبان فکر و نظر سے داد پانے لگا۔اس کا پہلا شمارہ اپریل ۱۹۰۱ء میں منظر عام پر آیا۔اس جریدے نے اردو ادب کے بڑے اسما کو عوام تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا۔شاعر مشرق علامہ محمد اقبال کی ابتدائی نظم "ہمالہ" اسی پلیٹ فارم سے شائع ہوئی۔اس رسالے کی عظمت کا اندازہ اس کے قلمکاروں کے اسما سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔جن میں اقبال، مولانا ابو الکلام آزاد، غلام بھیک نیرنگ، یاس یگانہ چنگیزی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا حالی، مولانا شبلی، حافظ محمود شیرانی، محمد حسین آزاد، آغا حشر کاشمیری، سجاد حیدر یلدرم، برج نرائن چکبست، علامہ راشد الخیری، حسرت موہانی، اکبر الہٰ آبادی، ریاض خیر آبادی، طالب بنارسی، شوق قدوائی، نادر کاکوروی اور شاد عظیم آبادی جیسے نام شامل ہیں۔

اس کے علاوہ بیسویں صدی کے اہم جرائد میں منشی شیو برت لال درمن کا "زمانہ "(۱۹۰۳ء تا۱۹۴۳ء) مولانا حسرت موہانی کا اردوئے معلیٰ (۱۹۰۳ء) شامل ہیں۔ جولائی ۱۹۰۳ء میں ہی مولانا ظفر علی خان نے دکن سے "افسانہ " جاری کیا(۱۹۰۴ء) میں یہی "افسانہ " دکن ریویو" میں ضم ہو گیا۔ مزید بر آں مولانا ابوالکلام آزاد کا ماہنامہ "لسان الصادق"(۱۹۰۳ء)، خواجہ فہمید حسین نازک رقم آبادی کا رسالہ "زبان" دہلی سے (۱۹۰۵ء) میں شائع ہوا۔ اسی نام سے ایک اور رسالہ ۱۹۰۸ء دہلی سے مائل دہلوی کی ادارت میں شائع ہوا۔

جون ۱۹۰۸ء میں علامہ راشد الخیری نے عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ایک رسالہ "عصمت" کے نام سے جاری کیا۔ جس نے حقیقی معنوں میں عورتوں کی تعلیم و تربیت میں غیر معمولی دلچسپی کا ثبوت فراہم کیا۔

علاوہ ازیں لکھنؤ سے ظفر الملک کی ادارت میں نکلنے والا رسالہ "الناظر"(۱۹۰۹ء) بھی ایک غیر معروف مگر اہم جریدہ ہے۔ اس کی اشاعت کے اگلے ہی سال نوبت رائے کا رسالہ "ادیب "سامنے آیا۔ بیسویں صدی کی دوسری اور تیسری دہائی میں رسائل کی اشاعت کے حوالے سے "مولانا تاجور نجیب آبادی "کا نام اہمیت کا حامل ہے اس دوران آپ نے یکے بعد دیگرے چار اہم رسائل اردو ادب کو دیئے ،جن میں "آفتاب اردو"(۱۹۱۱ء)، "تاج الکلام"(۱۹۱۴ء)، "شاہکار"(۱۹۲۴ء) اور "ادبی دنیا"(۱۹۲۴ء) شامل ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۱۲ء میں "الہلال" کے نام ایک اہم رسالہ اردو ادب کو دیا۔ الہلال کی ادبی زندگی دو ادوار پر مشتمل ہے۔ اس کا پہلا دور ۱۹۱۲ء تا ۱۹۱۴ء پر محیط ہے۔ نومبر ۱۹۱۴ء میں انگریزوں نے انقلابی نوعیت کی تحریروں کی اشاعت کی پاداش میں اس کی ضمانت ضبط کرلی، یوں الہلال ۱۹۱۴ء میں بند کر دیا گیا۔ ۱۹۲۷ء میں اس کی نشاۃ الثانیہ کی کوشش کی گئی جو اس کی آخری ہچکی ثابت ہوئی اور چند ماہ بعد ہی یہ رسالہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا۔ بیسویں صدی کے دیگر اہم جرائد میں مولانا محمد علی جوہر کا "ہمدرد"، عبد المجید سالک کا " فانوسِ خیال"، شوق لاہوری کا "شوق"، مولانا حسرت موہانی کا "تذکرۃ الشعراء"، محمد دین فوق کا "طریقت"، مولانا ظفر علی خان کا "ستارہ صبح"، سید سلیمان ندوی کا "معارف" امتیاز علی تاج کا "کہکشاں"، پنڈت برج نرائن کا "ستارۂ صبح"، حکیم محمد شجاع کا "رسالہ ہزار داستان"، محمد دین فوق کا "نظام"، عبد الحق کا "انتخاب"، ناصر نذیر فراق دہلوی کا "یادگار"، صغریٰ بیگم کا نسوانی رسالہ "النساء"، مولانا صلاح الدین احمد کا "خیالستان"، خان محمد کا "شباب اردو"، انجمن ترقی اردو کا رسالہ "اردو"، نیاز فتح پوری کا "نگار"، جامعہ ملیہ اسلامیہ کا "جامعہ"، شاہد احمد دہلوی کا "ساقی"، چودھری برکت علی کا "ادب لطیف"، حکیم یوسف حسن کا "نیرنگ خیال"، کلیم الدین احمد کا "معاصر"، جوش ملیح آبادی کا "کلیم"، سعید احمد کا "برہان"، ترقی پسند تحریک کا "نیا ادب"، میاں بشیر احمد کا "ہمایوں"، قدوس صہبائی کا "نظام "صہبا لکھنوی کا" افکار"، آغا سرخوش قزلباش کا "چمنستان"، محمد طفیل کا "نقوش"، محمد تقی کا "مشہور"، کاظم علی کا "کہکشاں"، ممتاز شیریں کا "نیا دور" اہمیت

کے حامل رسائل ہیں۔مذکورہ رسائل میں کچھ رسائل ایسے بھی ہیں جنہیں قارئین ادب کبھی فراموش نہیں کر سکیں گے ایسے رسائل میں ہمایوں، ادب لطیف، ساقی، اوراق، نگار، ادبی دنیا، نیرنگِ خیال، سویرا، اور نیادور سرفہرست ہیں۔

حوالہ جات

۱۔انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ (ابتداء تا۱۹۸۸ء)، اکادمی ادبیات پاکستان، جنوری ۱۹۹۲ء ص نمبر ۲۶

۲۔ایضاً ص نمبر ۲۶

۳۔ایضاً ص نمبر ۲۶

۴۔ایضاً ص نمبر ۲۶۔۲۷

۵۔بحوالہ انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ (ابتداء تا۱۹۸۸ء)، اکادمی ادبیات پاکستان، جنوری ۱۹۹۲ء ص نمبر ۲۷

۶۔مولوی عبدالحق، مرحوم دہلی کالج، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۸۹ء طبع سوم، ص نمبر ۱۷۱

۷۔انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ (ابتداء تا۱۹۸۸ء)، اکادمی ادبیات پاکستان، جنوری ۱۹۹۲ء، ص نمبر ۲۸

۸۔مولوی عبدالحق، مرحوم دہلی کالج، انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۸۹ء طبع سوم، ص نمبر ۱۷۱

۹۔ممتاز منگلوری، (مرتبہ) طیف نثر، لاہور اکیڈمی، طبع دوم ستمبر ۱۹۶۵ء ص نمبر ۱۱۶

۱۰۔عارف ثاقب، انجمن پنجاب کے مشاعرے، الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۵ء ص نمبر ۲۶

References:

1. Anwar Sadid, Pakistan Main Adabi Rasyel Ki Tareekh(Ibtida ta 1988), Akadmi Adbiyat Pakistan, January 1992, Pg 26.

2. Same as above, Pg 26.

3. Same as above, Pg 26.

4. Same as above, Pg 26-27.

5. Bahawala, Anwar Sadid, Pakistan Main Adabi Rasyel Ki Tareekh(Ibtida ta 1988), Akadmi Adbiyat Pakistan, January 1992, Pg 27.

6. Molvi Abdul Haq, Marhoom Dheli College, Anjuman Tarqi Urdu Hind, 1989, 3rd Edition , Pg 171.

7. Anwar Sadid , Pakistan Main Adabi Rasyel Ki Tareekh (Ibtida ta 1988), Akadmi Adbiyat Pakistan, January 1992, Pg 28.

8. Molvi Abdul Haq , Marhoom Dheli College, Anjuman Tarqi Urdu Hind, 1989, 3rd Edition, Pg 171.

9. Mumtaz Manglori (Muratba), Taif-e-Nasar, Lahore Academy, 2nd Edition, 1965, Pg 116.

10.Aarif Saqib, Anjuman Punjab Ky Mushairy, Alwaqar Publications Lahore,1995, Pg 26.